© rasailojaraid.com

اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، زندگی بعد موت، اسلام اور جاہلیت، اور تفسیر سورۂ اعراف میں تفصیل کے ساتھ بحث کر چکا ہوں، لہٰذا یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ یہ بات واضح کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام مابعد الطبیعاتی مسائل میں، یہ اصول مشترک ہے کہ ان کا کوئی حل بھی، خواہ وہ نفی کی شکل میں ہو یا اثبات کی شکل میں، ایسا قطعی الثبوت نہیں ہو سکتا جیسے دو اور دو کا چار ہونا قطعی الثبوت ہے کہ اس کو مان لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ایسے مسائل کا زیادہ سے زیادہ معقول حل، جس کے مطابق حقیقت ہونے کا اغلب گمان کیا جا سکتا ہو، صرف وہی ہو سکتا ہے جو عقل اور فطرت کے تمام مطالبوں اور تقاضوں کو پورا کرتا ہو، آثار و شواہد اور تجربات و مشاہدات میں جس کی طرف واضح اشارات پائے جاتے ہوں، جس سے زندگی کے ان تمام مسائل کو حل کیا جا سکتا ہو جو اس خاص مسئلہ سے دور یا قریب کا تعلق رکھتے ہوں، جس پر عقلاً کسی اعتراض کی گنجائش نہ ہو، جس کے مان لینے سے کچھ دوسرے ناقابل حل مسائل نہ پیدا ہوتے ہوں، جس کے ماننے سے کچھ ایسی قباحتیں نہ پیدا ہوتی ہوں جنہیں کسی دوسرے طریقہ سے رفع کرنا ممکن نہ ہو اور جس کے خلاف کوئی ثبوت نہ دیا جا سکتا ہو۔ عقل زیادہ سے زیادہ ان سوالات کے کسی حل کو اغلب (most probable) سمجھنے کی حد تک ہی پہنچ سکتی ہے۔ اس کے آگے یقین حاصل کرنے کے لیے اس کے سوا کوئی صورت نہیں ہے کہ ایسا حل پیش کرنے والوں کی زندگیوں کو، ان کے پیش کردہ پورے نظام فکر و عمل کی معقولیت کو، اور ان کے کام اور اس کے نتائج کو دیکھ کر ان پر ایمان بالغیب لایا جائے۔

(۳) گرنتھ صاحب کا مطالعہ میں نے خود تو نہیں کیا ہے لیکن جس حد تک میں نے مطالعہ کرنے والوں سے معلومات حاصل کی ہیں، ان کی بنا پر میں آپ کے اس خیال سے متفق ہوں کہ سکھ مذہب محض ایک صوفیانہ مذہب ہے اور اس میں انسان کی زندگی کے بڑے بڑے مسائل مثلاً تمدن و معاشرت، سیاست و معیشت، عدالت و قانون، صلح و جنگ وغیرہ کے متعلق کوئی ایسی ہدایت موجود نہیں ہے جس پر دنیا میں ایک سوسائٹی اور ایک اسٹیٹ کی تعمیر ہو سکے۔ لیکن جس وجہ سے سکھوں کا تعلیم یافتہ اور صاحب فکر و فہم گروہ تک اپنی جستجوئے حق اور تلاش ہدایت کو معطل کیے ہوئے اس مذہب پر قانع ہے اس کی تشریح میں پہلے سوال کے جواب میں کر چکا ہوں۔

© rasailojaraid.com